الحکم شمارہ نمبر 12-13 کے صفحات

نمبر 13-14 کسی بھی جلد میں نہیں ہیں

نمبر ۱۳،۱۲ | قادیان دارالامن والامان۔ مورخہ ۲۰ و ۲۷ مئی سنہ ۱۸۹۸ ع۔ | جلد ۲

ٹریکٹ سیریز

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں۔ جو صداقت اسلام و مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں۔ اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے سرمن (خطبہ) اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ۔ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کی جاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں۔ تو بہ کثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں۔ اور سو سو ٹریکٹ عہ ۹ر فی صدی کے حساب سے خرید لیں۔ تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر بمفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جائے گا۔ کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجی جایا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آ جایا کریں گے اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپانا نہ پڑے گا بلکہ ہم ہی اس کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں۔ پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کریں گے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

روزانہ اخبار دہلی

سالانہ قیمت پیشگی معہ محصول ڈاک عـــہ

۲۰×۲۶ تقطیع عمدہ سفید کاغذ کے ۸ صفحوں پر تازہ خبریں۔ تار۔ نوٹ آرٹیکل۔ علمی مضامین۔ اور ملکی معاملات سے مملو اردو زبان کے مولد اور ہندوستان کے قدیم دارالسلطنت **شہر دہلی** سے ہر روز بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے۔ جو خبریں انگریزی روزانہ اخبارات میں آج ہوں گی۔ زیادہ سے زیادہ کل اس میں دیکھ لیجئے قومی و مذہبی تعصبات سے پاک۔ قیمت اتنی کم کہ اس حیثیت کا کوئی اخبار اس کے برابر سستا نہیں۔

چونکہ **اردو** کے مرکز سے نکلتا ہے۔ اس لئے تمام اردو دان پبلک میں قریب قریب ایک ہی وقت میں پہنچ جاتا ہے۔

مابعد کا قاعدہ نہیں } درخواست خریداری بنام
نمونہ کے لئے ایک آنہ کے ٹکٹ } ....مینیجر روزانہ اخبار دہلی

کتب موجودہ دفتر الحکم

تفسیر سورہ تبت۔ موسوم بہ موعظۃ الحسنہ قیمت ۱۲ محصول ۲

محمودکی آمین دوسرا ایڈیشن قیمت ۱ر

کتب زیر تالیف و ترتیب

تفسیر سورہ والعصر از عالی جناب امام الزماں سلمہ الرحمان

رپورٹ سالانہ جلسہ سنہ ۱۸۹۷ع

الانذار۔ ایک منظوم رسالہ مصنفہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی جس کے آخر میں بطور ضمیمہ چوہدری رستم علی کورٹ انسپکٹر کی ایک فارسی نظم شامل ہے۔ زیر طبع ہے۔

مینیجر الحکم کی معرفت ہر قسم کے ریشمی ازار بند تھوڑے منافع پر اندازے پر قیمت کے مل سکتے ہیں۔

کہ انتظام بدمعاشوں کے لئے پولیس فورس کو اس علاقہ میں کسپیشل پولیس کی معرفت بڑھایا جاوے ہم نے اپنے طور پر جو بعض اشخاص کی طریق معاش اور عام چال چلن کے متعلق ڈائری طیار کی ہے۔ اوس کو ہم جداگانہ محکمہ پولیس کے اعلےٰ آفیسر کے پاس بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ امر پولیس بٹالہ کے لائق آفیسر کے لئے ضرور قابل لحاظ ہے۔ کہ قادیان پر حملہ کرنے والے بدمعاشوں کی نگہداشت اور دیکھ بھال میں ڈاک خانہ قادیاں کے ایک چٹھی رساں شیخ فضل الٰہی نے بھی جو ایک مستعد طبیعت کا نہ ڈر سا آدمی ہے۔ بہت مدد دی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے رہے ہیں کہ وہ چوکی داروں کے ساتھ متواتر کئی شب پھرتا رہا۔ اور ۲۱-۲۲ مئی کی شب تو رات بھر ڈپٹی انسپکٹر کے ہمراہ ہی رہا۔ یوں تو ہر ایک آدمی کا فرض ہے۔ کہ وہ ایسے معاملات میں پولیس کو مدد دے۔ مگر ایسے لوگوں کے حوصلے بڑھانے کے لئے بھی ضرور پولیس اتھارٹیز کو توجہ فرمانی چاہئے۔ اس معاملہ کے متعلق ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ڈپٹی انسپکٹر صاحب بٹالہ فضل الٰہی جیسے مستعد اور پر غور طبیعت کے چالاک انسان کی خدمات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ ہم دوسرے موقع قادیان کے انتظام کے متعلق پولیس اتھارٹیز کو مفید رائیں دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جو ہم نے ذاتی تجربہ سے حاصل کی ہیں۔ اور وہ معلومات دیں گے۔ جو یہاں رہ کر ہم نے بہم پہونچائے ہیں۔

حضرت اقدس کے کلمات طیبات

مکرمی و مخدومی جناب شیخ صاحب سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ میں جب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو قادیان دارالامان گیا تھا۔ تو حضور مرزا صاحب علیہ السلام نے مجھے چند ایک کلمات مشتمل بر پند و نصائح فرمائے تھے۔ کہ میں لاہور کی جماعت کو جا کر کہ دوں سینے اُن کلمات کو لے کر جہاں تک مجھے یاد رہ سکا۔ ایک مضمون لکھا ہوا جلسہ فرقانیہ لاہور میں پڑھا۔ اور اُس کی نقل آپ کو ارسال کرتا ہوں۔ تاکہ اگر مناسب ہو تو درج اخبار فرماویں۔

وہو ہٰذا

"فرمایا۔ لاہور کی جماعت کو ہماری طرف سے السلام علیکم کہ دیں۔ اور ان کو سمجھاویں کہ دن بہت ہی نازک ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے غضب سے سب کو ڈرنا چاہئے۔

اللہ تعالےٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو۔ اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو۔ اور اُس کی اطاعت میں واپس آ جاؤ۔ اللہ تعالےٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے۔ اور اُس سے بچنے والے وہی ہیں۔ جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اُس کے حضور میں آتے ہیں۔ تم یاد رکھو۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے۔ اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے۔ تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دیگا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور اپنے کھیت کو خوشنما درختوں اور بار آور پودوں سے آراستہ کرتا۔ اور اون کی حفاظت کرتا۔ اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے اون کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں۔ اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں۔ ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا۔ کہ کوئی مویشی آ کر ان کو کھا جاوے۔ یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو اگر تم اللہ تعالےٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے۔ تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں۔ پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا۔ اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو اتنی باز پرس ہوتی ہے۔ سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بے کار اور لاپرواہ بناؤ گے۔ تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ چاہئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تاکہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرات نہ ہو سکے۔ کیونکہ کوئی بات اللہ تعالےٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی + ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنےٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔ لوگ تمہاری مخالفت کریں گے اور انجمن کے ممبر تم پر ناراض ہوں گے۔ پر تم ان کو نرمی سے سمجھاؤ اور جوش کو ہرگز کام میں نہ لاؤ۔ یہ میری وصیت ہے اور اس بات کو وصیت کے طور پر یاد رکھو کہ ہرگز تندی اور سختی سے کام نہ لینا بلکہ نرمی اور آہستگی اور خلق سے ہر ایک کو سمجھاؤ اور انجمن کے ممبروں کے ذہن نشین کراؤ کہ ایسا میموریل فی الحقیقت دین کو ایک نقصان دینے والا امر ہے اور اسی واسطے ہم نے اس کی مخالفت کی کہ دین کو صدمہ پہنچتا ہے۔"

اس کے بعد میں نے اپنی جماعت
لاہور کی کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے
اسکے واسطے خاص دعا کے لئے درخواست
کی۔ اور ہر ایک کو جو اسکو پڑھے یا سنے
اسکے آگے ہماری درخواست ہے
کہ وہ ہمارے لئے خاص طور
پر دعا کرے کہ ہم پنجاب کے
صدر مقام میں ہیں

مرقومہ نیاز۔ محمد صادق کلرک دفتر اکونٹنٹ جنرل لاہور
۲۱ مئی ۱۹۰۹ء

مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

مندرجہ ذیل خطوط عالی جناب سیدنا مسیح الزمان و مہدی دوران حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب ایدہ اللہ الصمد نے ہمارے بھائی قاضی ضیاء الدین صاحب ساکن قاضی کوٹ کے نام اون دنوں میں لکھے تھے۔ جب کہ مخالفین اون کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں دے رہے تھے۔ مکتوب نمبر دوم کے مطالعہ سے ہمارے ناظرین کو خصوصاً معلوم ہوگا۔ کہ یہ گرامی نامہ ایک جلیل القدر پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ جس کو ہم نے خلّی قلم سے شائع کیا ہے۔ ایڈیٹر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ نبیہ الکریم

محبی مکرمی اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مدت مدید کے بعد آپ کا محبت نامہ کل کی ڈاک میں مجھکو ملا۔ خدا تعالیٰ آپ کو ہموم غموم سے نجات بخشے۔ اہل حق کو اوائل میں تکلیفیں پہونچتی ہیں۔ مگر آخر ان تکالیف سے نجات پاتے ہیں۔ اب آپ ایک تجرد کی حالت میں ہیں۔ اگر اس عاجز کے پاس ہی آبیٹھیں۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اسی طرح خدا تعالیٰ آپ کی ضرورت کا متکفل ہو جائے گا۔ وہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ مومن کی نظر خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت پر ہوتی ہے۔ نہ اسباب پر مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ پہلے بھی یہی بات زبانی کہی تھی۔ عمر ناپائدار اور کار دنیا ہمہ ہیچ۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس عمر کے ہم سب لوگ موت کے کنارے بیٹھے ہیں۔ اور آسمانی آسمان ہر یک کو اپنے وقت پر پہنچیگی اس صورت میں فکر موت بہت مقدم ہے۔ تا حسرت کے ساتھ جان نہ نکلے۔ خدا تعالیٰ آپ کو ہر ایک نیک کام کی قوت بخشے۔ اور اپنی محبت میں ترقی عطا کرے۔ آمین۔ آتھم کی پیشگوئی کی نسبت ایک مبسوط رسالہ اسی جگہ قادیان میں چھپ رہا ہے۔ یہ رسالہ انشاء اللہ القدیر دو ماہ تک شائع ہوگا۔ پھر اس عرصہ کے بعد یاد دلانا چاہئے۔ تمام دوستوں کو السلام علیکم

خاکسار غلام احمد ۲۸ اپریل ۱۸۹۵ء

مکتوب نمبر دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

مکرمی اخویم اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچ کر بہ دریافت خیر و عافیت خوشی ہوئی۔ جس قدر ابتلا آں مکرم کو پیش آیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کے مستقیم الحال بندوں کو پیش آیا کرتا ہے۔ تا ان کی استقامت اور قوت ایمانی لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا وہ اس ذریعہ سے بڑے بڑے ثواب حاصل کریں۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ سخت دل مخالف لوگوں نے جو ہمارے ہی قوم کے علماء اور ان کے ہم خیال ہیں۔ اپنی فتنہ اندازی کو انتہا تک پہونچا دیا ہے۔ اور اگر ان کے اختیار میں قتل اور سفک دماء ہوتا۔ تو وہ بھی کر گذرتے۔ مگر خدا تعالیٰ نے عنان حکومت ایک دوسری قوم کو دے دی ہے۔ یہ عاجز خوب جانتا ہے۔ کہ اللہ جل شانہٗ **ہم کو اور ہماری جماعت کو اس ابتلا میں نہیں چھوڑے گا اور وہ دن جلدی آنے والے ہیں جو حق کی چمک لوگوں پر ظاہر ہو جائیں گے۔ اور مخالف حق کے نادم اور غائب ہو گے**۔ جناب سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی حالات کو دیکھو کہ کیا کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو دکھ درد اٹھانے پڑے تھے۔ یہاں تک کہ وطن عزیز چھوڑنا پڑا اور سب دوست دشمن ہو گئے۔ لیکن آخر خداوند تعالیٰ نے ڈوبتی ہوئی کشتی کو اپنے ہاتھ سے تھام لیا اور اسلام کو زمین میں پھیلا دیا۔ **یہی حال اس جگہ ہوگا۔ اور مخالفوں کو بجز سیاہ روئی اور ندامت کے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا خدا تعالیٰ اُن کی بد دعائیں انہیں پر ڈالیگا اور وہ گردشیں جن کی وہ انتظار کرتے ہیں انہیں پر پڑیں گی**۔ میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ تین چار ہفتہ کے لئے قادیان میں تشریف لے آویں اور قاضی محمد یوسف صاحب ساتھ آجائیں اس میں انشاء اللہ القدیر آپ کو روحانی فائدہ ہوگا اور قاضی صاحب کے لئے بھی بہتر ہوگا۔ انسان جس چیز کا قصد کرتا ہے خدا تعالیٰ وہ میسر کر دیتا ہے۔ یہی بات قاضی صاحب کو بعد السلام علیکم میری طرف سے کہہ دیں کہ آپ کے ساتھ بالاتفاق تشریف لے آویں آپ کی ملاقات کو دل چاہتا ہے نہ زمانہ کا کچھ اعتبار نہ عمر کا کچھ بھروسہ بہتر ہے کہ ضرور آجائیں اور قاضی صاحب کو ساتھ لے آویں مگر تین چار ہفتہ کے لئے وہاں کا کچھ بندوبست کر آویں۔ باقی عند التلاقی۔ آپ کے خواب کا پرچہ میں نے رکھ لیا ہے۔ انشاء اللہ القدیر شائع کروں گا۔ والسلام

خاکسار غلام احمد از قادیاں

۴ اکتوبر ۱۸۹۲ء

الانذار

ہمارے ناظرین ایک عرصہ سے **الانذار** نام ایک رسالہ کا اشتہار ٹائیٹل پیج پر مطالعہ فرماتے رہے ہیں۔ الحمدللہ کہ رسالہ مذکور ایک عجیب شان سے چھپ رہا ہے اس رسالہ کی ترتیب کے لئے خداتعالےٰ نے ایسے سامان پیدا کئے کہ اُس کی قدرت غائیوں پر ایک نئی شان سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ ابتداءمیں صرف یہی خیال تھا کہ سید حامد شاہ صاحب کی نظم ہی کو چھاپ دیا جاوے مگر بعد میں چوہدری رستم علی خاں صاحب کی ایک فارسی نظم کو ساتھ شائع کر دینے کا خیال پیدا ہوا۔ ابھی پریس میں باقاعدہ رسالہ مذکور بھی نہ گیا تھا کہ خداتعالےٰ نے جلسہ طاعون کا ڈھنگ ڈالا۔ اس پر ہم نے قرین مصلحت سمجھا کہ جلسہ طاعون کی کارروائی بھی اسکے ساتھ ہی شائع کر دی جائے۔ مگر ہمارے مخدوم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس نے ایک چھوٹے ورقہ میں جلسہ طاعون کی کارروائی کا نمونہ ناظرین کو دکھایا ہے۔ مگر چونکہ وہ مختصر سا اشتہار حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود ادام اللہ فیوضہم اور جناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی تقریر کے اندراج کا متحمل نہ ہوسکتا تھا اور یہ ضروری تھا کہ وہ تقریریں بھی شائع ہوں الحکم کے کالم بھی اس قدر طویل تقریروں کے متحمل نہیں تھے لہٰذا جلسہ طاعون کی روئداد کو **الانذار** کے ساتھ ضمیمہ کر دیا اور اب **الانذار** کی ترتیب مضامین یہ ہے۔

الانذار (سید حامد شاہ صاحب کی پر درد نظم) قصیدہ فارسی (از چوہدری رستم علی خاں صاحب کورٹ انسپکٹر) **طاعون** اشتہار حضرت اقدس آپ پہلے پہل طاعون کی بابت شائع فرمایا۔ اشتہار جلسہ طاعون۔ میموریل اصلاح میموریل انجمن حمایت اسلام جو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا تقریر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب۔ تقریر حضرت اقدس سیدنا مسیح الزمان صاحب سلمہ الرحمان **کارروائی جلسہ طاعون** از جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر بمبئی ہوس۔ آخیر میں ارادہ ہے کہ **طاعون** کے متعلق اپنے احباب کی خوابیں بھی

بشرطیکہ وہ خداتعالیٰ کی قسم کیساتھ موکد کر کے ہمارے پاس بھیجدیں۔

اور حضرت اقدس کے الہامات بطور ضمیمہ درج کر دیں۔ اور خیال تو یہی ہے کہ **فریاد درد** تا ابلاغ جو حضرت اقدس کا ایک عظیم الشان اشتہار بغرض کسر صلیب و اتمام حجت بر اہل اسلام شائع ہونیوالا ہے ساتھ ہی درج کریں۔ اگر رسالہ کی ضخامت نے اجازت دی یا احباب نے خواہش ظاہر کی تو وہ بھی منضم کیا جاوے گا۔ آئندہ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ کیا ہوگا کیا نہیں۔ بہرحال **الانذار** طبع ہو رہا ہے۔ ہمارے بالغ خرد ناظرین اور معزز مخدوم اگر کوئی رائے دینا چاہیں تو ممکنہ عجلت میں بھیجدیں مشکوری کا موجب ہوگا۔ تخمیناً تین جزو کا رسالہ ہوگا قیمت ۲ر بلا محصولڈاک درخواستیں اڈیٹر الحکم کے نام بہ اجازت وی۔پی۔ یا نقد قیمت سے آئیں۔

ڈومیسٹک

۱۰ مئی ۱۸۹۸ء کی رات کو ہمارے مکرم مخدوم جناب میرزا خدا بخش صاحب تحصیلدار نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے گھر خداوند کریم کے کمال فضل و کرم سے فرزند نرینہ پیدا ہوا ہم اس مولود مسعود کی تولید پر مرزا صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ حضرت اقدس حضرت حجۃ اللہ علی العالمین مسیح الزمان سلمہ الرحمان کے پاک قدموں اور مبارک گھر میں اس بچہ کا جنم لینا اُمید دلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے برومند کریگا۔

اور پاک زندگی عطا کرے گا اس لئے ہم دُعا مانگتے ہیں کہ خداتعالےٰ مولود مسعود کو اپنے والدین کی نظروں میں عمر طبعی تک پہنچاوے اور دین اور دنیا کی نعمتوں سے بہرہ مند کرے اور اُس پر اپنے فضل کا ہاتھ ہر آن رکھے۔ آمین

جناب مرزا خدا بخش صاحب نے اس خوشی کی تقریب پر طلباء مدرسہ تعلیم الاسلام کو تین روپیہ کی مٹھائی تقسیم کی اور مدرسہ کے فنڈ میں بھی مناسب امداد دی۔ الحمدللہ آج تک بچہ اور زچہ عمدہ صحت میں ہیں۔ اللھم زد فزد۔

گرجا گھروں میں لارڈ بشپ کی طاعونی دعا

لاہور کے بشپ پادری نے پنجاب کے کل گرجا گھروں میں پڑھے جانے کے لئے یہہ دعا لکھی ہے پنجاب کے سب گرجا گھروں میں یہ پڑھی جاتی ہے۔

اے ہمارے خدا جس نے اپنی نامعلوم حکمت سے حکم دیا ہے۔ کہ اس ملک کے بعض شہروں میں مرض طاعون پھیلے۔ اور اس صوبہ میں بھی داخل ہو اپنے رحم سے اس کی بربادی کو روک دے اور اس کو ملک میں نہ پھیلنے دے اور غالب نہ آنے دے۔ لوگوں کے دلوں کو موڑ دے کہ اُن کی حفاظت کے لئے جو بندوبست ضروری ہو اُس کی اعانت کریں۔ اے خدا تو خود اُن لوگوں کی حفاظت کر جو طاعون زدہ لوگوں کی بیمارداری کرتے ہیں اور اس سزا کو لوگوں کے لئے خیرات اور ہمدردی میں متحد ہو جانے کا ذریعہ بنا دے۔ یہہ دعا ہماری اے خدا حضرت کے واسطے قبول کر لے۔ آمین۔

اس دُعا کے آخری فقرہ سے ناظرین کو حضرت عیسےٰ اور خدا میں مغائرت معلوم ہوگی جو عیسائی عقیدہ تثلیث یا الوہیت مسیح کے خلاف ہے

یہ دعا جس جملہ سے شروع ہوئی ہے جو انجیل کی ناتمام اور ناکمل تعلیم کا نتیجہ ہے بے شک انجیل میں وہ اسرار اور رموز نہیں جو وبا کی انتشار کا موجب ہوئے ہیں یہ

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بذریعہ تحریر اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند - ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کے یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اس لئے کم رکھی ہے - کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں - قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے - مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ مبلغ تین روپے) روپیہ - خالص ممیری ماشہ بیس روپیہ (عنہ) مصری سرمہ فی تولہ ہر خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہئے - المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور (پنجاب)

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

۱ - میں بخوبی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کیلئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی کا جانا - دھند - سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ - بالہار اور آنکھ کی جھلی کا زخم اور ان سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئے - اس لئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی - ایم میا سنگھ صاحب بہادر ایم - بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلستان) امرتسر

۲ - میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۴ سال ساکنہ امرتسر پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خم و خرد دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑتے تھے آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھی ہوئی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا - کہ سوائے نزدیک کے اگر بھی انہیں پڑ سکتی تھی دماغ اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل - ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

۳ - جناب پروفیسر میا سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہو گا - کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سرمہ سفید منگوایا تھا - جس نے جادو اثر دکھلایا - یعنی ایک دوکاندار مسمی دولا لال کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا - اور بسبب تیلی پر پھیلی ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا اور تیلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی ہے اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا - جو آپنے ایسی نادر دوا کو اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے - لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر حکم حیات چشم (سرمہ ممیرا) کا استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرما دیں - راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری کی شملہ -

۴ - جناب من میری آنکھ میں ایک مرض ہے جسکا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب بہادر کہلاپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے اور ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط - سردار صالح محمد خاں درانی شاہزادہ کابل - خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خاں صاحب مرحوم والئے ملک ترکستان - ۵ مارچ سنہ ۱۸۹۷ء -

پانچ ہزار روپے انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا - جو لاہور کے الائنس بینک مارچ سنہ ۱۸۹۵ء کو جمع کیا گیا -

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپکر شائع کیا گیا -

ولائتی چٹھی نمبر ۴

نمبر چہارم

ڈیر ایڈیٹر قبل اس کے کہ میں اپنے سفر جہاز کے حالات پھر شروع کروں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ تازہ اخبارات سے جو ہمارے علاقہ یوگنڈا ریلوے کے ہیں۔ اپنے بھائیوں کو فائدہ پہونچاؤں۔ کیونکہ تازہ کھانا ہوتے باسی کھانا مناسب نہیں۔

آج کل ہمارے ریلوے ۲۵۰ میل پر ہے۔ اس مقام کا نام سناوو ہے۔ لکھتے ہیں لکھی جاتی ہے۔ مگر بولنے میں نہیں آتی۔ دن کو بہت گرمی اور رات کو بہت سردی ہے۔ اس مقام میں دس میل کے احاطہ تک ایک سخت آفت کا سامنا ہمارے اہل پنجاب بھائیوں کو ہے۔

اس علاقہ میں ایک شیر اور شیرنی ہے۔ جس نے آج تک ۲۲ سے زیادہ جانیں تلف کی ہیں۔ جب اس مقام میں ریلوے کے آدمی پہونچے۔ تو اکثر گرد و نواح میں سنا گیا ہے۔ کہ انسان کی ہڈیاں دیکھی گئی ہیں۔ اور ہر ایک قافلہ جو اس راستہ سے گذرتا ہے۔ اس مقام کو اپنے لئے بہت دشوار گذار اور سخت خطرناک تصور کرتا ہے۔

جنگلی جانوروں کا دستور ہوتا ہے۔ کہ وہ آگ سے ڈرتے ہیں۔ مگر یہ دونوں نر اور مادہ مطلق نہیں ڈرتے۔ آدمیوں کا جتھا بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ کہ ایک دم اون میں کود کر جسکی قضا ہوتی ہے اوسے لے جاتا ہے۔ آج تک کئی دفعہ بکرا وغیرہ اسکو شکار کرنے کے لئے باندھا گیا۔ مگر بکرے پر مطلق وار نہیں کرتا۔ جنگل اسقدر گنجان ہے۔ کہ دور سے گولی بالکل مار نہیں کرسکتی۔ تمام حکام ریلوے سخت تردد میں ہیں۔

اس کے زیادہ غصہ کی یہہ وجہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ کوئی سوداگر قافلہ کے ساتھ گذرتا ہوا اس کے دو بچے یوگنڈا کی طرف لے گیا ہے۔ اس لئے اسے اب بنی انسان سے سخت ضد ہوگئی ہے۔

تمام قلی وغیرہ رات بھر جاگتے رہتے ہیں۔ رات کے وقت اپنی حاجات ضروریہ کے لئے بالکل خیمہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔ خیمہ کی ڈوڑیاں کسے بالکل بند بیٹھے رہتے ہیں۔ جس آدمی کو اوٹھا کر لے جاتا ہے۔ سوائے اوس کے کسی کپڑا یا کھوپڑی یا ہڈی کے اور کچھ پتا اوس کا نہیں ملتا۔

برادرم ایڈیٹر اب میں یہاں سے پھر اپنے سفر کے حالات لکھتا ہوں۔

رنبی سے چل کر پھر ہر مسافر کا امتحان صحت ایک سٹیشن ہائیر پر جہاں سے کراچی تیسرا اشٹیشن ہے ہونا تھا ابھی ٹرین اس سٹیشن پر نہیں پہنچی تھی کہ پھر مجھے بخار ہوگیا اور جب اس سٹیشن پر پہنچے تو اس وقت مجھ کو کمال درجہ کی فکر دامنگیر ہوئی کیونکہ حرارت برابر جسم پر محسوس ہوتی تھی اور نبض تیز چل رہی تھی۔ ایسے خطرناک موقع پر اللہ تعالے نے میری دستگیری کی اور اس طرز سے بچا لیا کہ میں خود اس سے بہت تعجب اور دریائے حیرت میں تیرنے لگا۔ اس حرارت کے فرو کرنے کے لئے میرے پاس کوئی ایسی دوا موجود نہ تھی کہ میں فوراً کھا لیتا۔ مگر پورے اطمینان کے ساتھ یہ سنت اللہ دل نشین تھی کہ اللہ تعالیٰ نزول عذاب کیوقت خائف کو بچا لیتا ہے سو میں تو یہی جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے موافق اس عاجز کو بھی نجات دی۔ ٹرین ٹھہرتے ہی ایک ڈاکٹر مسافروں کا امتحان صحت کرتا ہوا ہماری گاڑی کے پاس آیا نیچے اتر کر جب میں نے نبض دکھائی تو اس نے اچھی طرح نبض کو دیکھا اور دیر تک میرے ہاتھ کو پکڑے رہا آخر کہا کہ جاؤ بیٹھو۔ جب میں گاڑی پر سوار ہونے لگا تو اس کو کچھ شبہ پڑا اور پھر مجھے بلایا اور دوبارہ نبض کا امتحان کر کے پھر کہا کہ اچھا جاؤ۔ میں خدا کا شکر بجا لاتا ہوا گاڑی میں آ بیٹھا۔

مورخہ ۱۴ فروری کی رات کو ۱۲ بجے گاڑی سٹیشن کراچی پر پہونچی۔ باوجود ایک بڑا بندرگاہ اور شہر ہونیکے دیکھا گیا کہ اس اسٹیشن پر قلی یعنے بہت کم دستیاب ہیں۔ صرف معدودے چند آدمی تھے۔ جو چند اشخاص کا سامان اوٹھا کر سٹیشن سے باہر چھوڑ آتے تھے۔ اور پھر آکر دوسرا سامان لے جاتے تھے۔

چونکہ میں اجنبی تھا۔ اس لئے گھوڑے گاڑی والوں نے مجھ سے بہت دیر تک زیادہ کرایہ کا اصرار کیا۔ آخر ایک گاڑی کرایہ کر کے پوچھتے پوچھتے اوس مقام پر پہونچے۔ جہاں ۳۰۰ قلی افریقہ کے جانے والے اوترے ہوئے تھے۔

(اوترے ہوئے سے مراد آسمان سے اوترے ہوئے نہیں۔ جیسے ہمارے بعض اہل اسلام بھائی لفظ نزول سے **نزول من السماء** ہی سمجھ لیتے ہیں)

اس مقام پر پہونچکر قدرت کا عجیب تماشا نظر آیا۔ کہاں ہندوستان کا عالمگیر قحط اور کہاں کشتگان مرض طاعون کی تعداد کہ جس سے ہر فرد بشر کو عبرت حاصل کر کے اپنی اخلاق عادات افعال میں اصلاح کرنی چاہئے۔ اور خدا کے غضب کو فرو کرنے کے سامان بہم پہونچانے چاہئیں۔ اور کہاں ان ۳۰۰ ساکنان پنجاب کا لہو و لعب میں مشغول ہونا۔

دوکان کے پاس پہونچتے ہی مجھے طبلہ سارنگی کی آواز آئی۔ اور اوس کے ساتھ ہی ایک طوائف یعنے کنجری کے گھنگرو اور گانے کی آواز بھی کان میں پڑی۔ مکان کے اندر جاکر میں نے دیکھا۔ کہ اکثر قلی کپڑے لتے اوتارے صرف لنگوٹی باندھے ایک گول دائرہ میں کھڑے اور بیٹھے ہیں۔ اور اون میں ایک کنجری معہ ساز و سامان گا رہی ہے۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے دو دو چار چار پیسہ چندہ ڈال کر یہہ طائفہ منگوایا ہے۔ خیال کی جائے ہے۔ کہ ابھی یہہ لوگ اپنے عیال و اطفال عزیز و اقارب خویش و بیگانہ سے جدا ہو کر آرہے ہیں۔ اور کل ۱۲ بارہ روپیہ تنخواہ ہے۔ جہاز کا لمبا سفر ابھی درپیش ہے۔ پس ماندگان کو خرچ کی ضرورت ہوگی۔ اور یہہ وہ لوگ ہیں۔ کہ عیش و عشرت میں مشغول ہیں۔ قوم کی ضروریات بنی نوع انسان کی ہمدردی کی ان کو خبر نہیں۔ صرف یہہ خیال بندھا ہے۔ کہ اب ہمنے ہمیشہ کو بس جانا ہے آخری مجرا تو ہند کا دیکھ چلیں۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون۔ فیہ آیۃ لاولی الابصار۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم** سچے امام کا الہام ہمیں یاد آتا ہے۔ شکر ہے۔ اور حمد ہے اوس ذات پاک کی جس نے ہمیں امتیاز کی راہ بتائی۔ اور صلوۃ اور سلام اوس کے صادق رسول پر جس سے ہمنے یہ راہ پائی۔ آمین۔ ج

چونکہ بندہ کچھ تو سفر اور کچھ بیماری کا ماندہ تھا۔ رہائی ہمشدہ [illegible]

پاک شاعری

حمد حق نعت نبی جیسی ہے مرزا جی محال - ویسا ہی آپکی مدحت سے ہی ہم قاصر مقال
تاب خامہ کو نہیں لکھے جو شرح الطاف - فضل مولے سے ہوئے آپ ہیں شاہ جمال
کسنے پایا ہے نہ حضرت پر اٹھائی تلوار - کون آخر کو بنا تیغ کا اپنی ہے ڈھال
پایا ہر معرکہ میں آپکو ہی غالب ہے - ہر کہیں مقابل کو ہی دیکھا پامال
تا عدالت بھی محبوں نے ہی سبکی کھائی - یہہ نشان بھی حضرتکی صداقت دال
آپکی جان پر پڑے لالے نظر آتے تھے - رحمت حق نے دیا ہونے نہ بیکا کو بال
تف ہے اس فہم پر کا نہ جواب بھی سمجھے - جیسے مقبول خدا آپ ہیں بعز و جلال
میں نہیں کہتا کہ ہو مہدی عیسے موعود - لیک کا موں سے تیرے ہو پختہ یہ خیال
چل بسے حضرت عیسے ہی کچھ اسمیں بھی شک - ملتا قرآں سے ہی دین با صفا ہے استدلال
دین محبوب خدا ہند سے ہوتا عنقا ... ہوتے پیدا نہ اگر آپ سے دین عیسے مثال
ضرورت نہ کیا آپ کو حق نے مامور - اور نہ یہ وقت کیا ہند کبھی مثال
کچھ سخت ضرورت کا زمانہ تھا یہہ - دین احمد تھا پڑا سخت یہ گرداب زوال
آپ اس عہد میں اس کشتی کے آئے ملاح - شکر مولے کہ لیا اسکو ہی جو تھی نکال
ایسا تحقیق مذاہب میں چلایا خامہ - اور کیا غیر مذاہب کا ہی ہو استیصال
کھل گیا سب پہ کہ اسلام ہی اک سچا ہے - اور دیا اس کا سب کو ہی ہے ثابت ابطال
آنکھ مہدی کے ہوئے دم میں معنی ہیں حل - عقدے کھلے وہ ہیں اسکا تھا نہ ہونا محال
جلوہ فرما ہے قرآن کے سارے اسرار - لیک اندھوں کی ہے آنکھوں نے بھی مخفی وہ جمال
حیف صد حیف کہ کچھ سمجھے نہ سمجھا - یونہی تکفیر کی بھڑکا دی ہر ایک نے مال
غور سے سوچیں اگر سب یا تو بابا ہیں اقوال - خیر دھوبی سے نہ دیکھینگے کبھی اپنا مآل
اک مسلمان کو ہیں کہتے وہ کافر کفر - اور مسلمان بھی وہ جسکی طہارت ہی مثال
تقوے جسکا ہی تمام اہل جہاں سے بڑھتا - ایک عالم ہی گیا مانا جو ہی صاحب حال
جس کا ہر شعر کو کر ہو گیا ہے زندہ کلام در سخن - صد نشان جسکی صداقت یہ ہیں آتے ہر سال
مرزا جی آپکی ہمت پہ ہیں ہر دم قربان - دین احمد پہ ہی گرد الاعداء اٹھا الاقوال

چھوٹی ہیں کی حمایت چھپایا حق کو　　گرچہ ہے قوم نے سو بار پکارا دجال
درہ دین نبی ہو گئے حضرت ہو فنا　　ہو کمربستہ سدا اسکا دکھائے یہ کمال
بدلہ دیگا خدا آپ کو روز محشر　　کیا ہوا قوم ہی گر گالیاں دیتی ہیں بحال
دست بر سر یہ کھڑی ہو گی آخر اک دن　　کاش آ جاتا غم فردا یہ آج اسکو خیال
حسنت بشا ہے لی آپکو جینا ہو نصیب　　صدق دل سے ہی سدا در گہ حق ہے یہ سوال
غیبتی ہند ولیکن یہ سدا ہے ہی سدا　　ہو دشمن کو نہ اس نیزہ کی اسکی مجال

ہو دعاؤں میں اثر اب بھی ہمیشہ چڑھتا
رہنا دنیا میں بدی سے بچ مع اہل و عیال

راقم محمد الدین نائب مدرس ملکہ ضلع گجرات پنجاب ۱۲ مئی ۹۸ء

دل چسپ چٹھیاں

نمبر اوّل

لاہور　　۱۰ مئی ۹۸ء　　یوم سہ شنبہ

بعالی خدمت جناب میرزا صاحب دام ظلکم وعنایتکم

السلام علیکم وعلی من لدیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

بعد از ادائے آداب وسلام سنت سید الانام واضح رائے عالی ہو کہ میں نے اگرچہ آپ کی زیارت نہیں کی تو بھی آپ کی تعریف سنی اور آپ کی بعض بعض کتابوں کو دیکھا ہے ایک دو باتیں نہایت ادب کے ساتھ پوچھتا ہوں امید ہے کہ جواب سے سرافراز فرمائیے گا -

(۱) اوّل یہ کہ کوئی ایسی کتاب سے مجھے آگاہ کیا جائے جسمیں ہندوؤں کی آسمانی کتابوں کو ثابت کیا ہو کہ آسمانی نہیں اور ہندو مذہب مذہب الٰہی نہیں -

(۲) دوئم یہ کہ کیا باعث ہے کہ اسلام سارے دنیا کا مذہب مانا جائے

(۳) سوم یہ کہ جو لوگ خدا کو ایک مانتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں مگر آنحضرت صلعم فداہ ابی وامی کو رسول خدا نہیں مانتے اُن کی آخرت میں کیا حالت ہو گی ؟ -

(۴) چہارم یہ کہ دو لڑکے پیدا ہوئے ہیں - ایک امیر کے گھر ایک غریب کے گھر - ایک کی دو نو آنکھیں درست ہیں اور ایک کی دو نو یا ایک خراب - اگر ان میں سے ایک جس کی آنکھیں خراب ہیں یہ کہے کہ بار خدایا مجھ سے کیا قصور ہوا کہ تو نے میری آنکھ کو بغیر کسی گناہ کے خراب کر دیا - تو اسکا جواب کیا ہے اور یہ لوگ اسکو جون بدلنے کے اصول پر جواب دیتے ہیں مگر اُن کے اصول ہی درحقیقت ٹھیک ہیں اگر ان سوالوں کا جواب مجھے عنایت کیجیگا تو کمال مشکور ہونگا

نیازمند ہدایت اللہ انار کلی لاہور

فاما الجواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آپکا خط بحضور امام صادق پہونچا - چونکہ مرزا صاحب آج کل بڑے ضروری کاموں میں مشغول ہیں - اس لئے جواب کے لئے مجھے ایما فرمایا -

جواب سوال اوّل | ہندوؤں کے متعلق مباحثہ کی خاص کتابیں - ست بچن - سرمہ چشم آریہ - شحنہ حق - آئینہ کمالات اسلام - ... سوط اللہ الجبار - اور ظفر مبین ہیں - جنکو مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے طبع کرایا ہے - ایک اور انکی کتاب ہے - کیفر کفر یہہ کتابیں مراد آباد میں ملینگی -

ہم لوگوں کا یہ یقین ہے - کہ یہہ مذہب بھی اپنے بعض اصول و فروع میں منجانب اللہ ہے - مگر خلف کی نادانی سے اس میں غلط در غلط زوائد مل گئے ہیں - اور اسقدر مسنخ ہو گیا ہے - اب اوس کی اصلی صورت کا پتہ بدون ساطت قرآن کریم کے بالکل محال ہے - **وصلے اللہ علے من جاء بالقران** - مرزا جی نے بھی ان کے اس مذہب کے متعلق **براہین احمدیہ** میں بہت کچھ لکھا ہے - وہ قابل دید بحث ہے - آپ کسی سے براہین لے کر دیکھ لیں -

جواب سوال دوم | اسلام میں وہ تمام تعلیمیں موجود ہیں - جو انسانی جماعت کے لئے مشترک ضروری ہیں - قوانین مختص الزمان اور مختص المقام کو اگر ہم چھوڑ دیں - تو جو کچھ اشتراک تمام انسانوں کے لئے ضروری ہے - اس کے لئے روحانی اور جسمانی دونوں تعلیموں کا مجموعہ قرآن کریم ہے -

جواب سوال سوئم | جو لوگ اللہ تعالےٰ کو ایک مانتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے - وہ بڑے بدمعاش اور سخت قابل سزا ہیں - اور ایسے لوگ فی الواقع تو دنیا میں موجود نہیں صرف فرض اور خیال میں ہیں - کیوں ؟ اس لئے کہ جب وہ اللہ تعالےٰ کو ایک مانتے ہیں - اور نیک ہیں - تو اون کو رسول کریم سے کیا عداوت ہے - کہ انکو نہیں مانتے - رسول کریم نے تو اللہ تعالےٰ کی وحدت اور یکتا ہونے پر زور دیا ہے - اور کامیاب کوشش کی ہے - کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات میں ایک - اسماء میں ایک - صفات میں ایک - افعال میں ایک ہے - **ولم یکن لہ کفواً احد** - س - تمام انواع و اقسام نیکیوں کو دنیا میں پہونچایا - اور لوگوں کے لئے ایسی کوشش کہ کروڑ در کروڑ نیک بن گئے - اور بلند مقاموں پر چڑھ کر بلند آواز سے **اللہ اکبر** پکارتے ہیں - سکھ بڑے خدا پرست کہلاتے ہیں - مگر اس **اللہ اکبر** سے جل جاتے ہیں پس ایسا آدمی کیونکر خدا پرست اور نیک بن سکتا ہے -

جو محمد رسول اللہ کا منکر ہے۔ اگر وہ نیک خدا پرست ہوتا تو فقط محمد رسول اللہ کا انکار نہ کرتا۔

غور کرو دن نکلا ہے۔ سورج موجود ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ سورج موجود ہے۔ اور ایک دوسرا شخص اسی کا مؤید دکھائی دے۔ تو کہنے لگا۔ کہ میں اس کو نہیں مانتا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ اس خبث باطن کو اس راست باز سے ذاتی عداوت ہے۔

الٰہی صفات کا مسئلہ سوائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کون آدمی ہے جس نے کھول کر ہمیں سنایا اور منانے میں کامیاب ہوا۔ اسی طرح نیکی کے اصول اس نادان نے کیونکر مان لئے یا اُن پر عمل درآمد کیسے کیا جب کہ ایک نیک اور کامل نیک اور اعلےٰ درجہ کے راستباز کا انکار کرتا ہے۔

سوال چہارم کا جواب کہ ہر ایک لڑکا بیمار کیوں ہوتا ہے۔ غریب کے گھر کیوں پیدا ہوتا ہے یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے قانون دو حصوں میں منقسم ہیں۔ ایک شریعت کا قانون اور دوسرا قانون قدرت شریعت کے قانون کی پابندی اس وقت ہوتی ہے جب انسان عاقل۔ بالغ استطاعت والا ہو جاتا ہے اور باوجود فہم و فراست و عقل و استطاعت قانون شریعت کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ لڑکے۔ مجنون۔ فترۃ کے زمانہ کے لوگ بہت بڈھے۔ بہرے اس میں مستثنےٰ ہیں۔

دوسرے کیا معنی قانون قدرت کی پابندی میں ذرہ ذرہ جکڑا ہوا ہے اس کی خلاف ورزی میں ہر ایک ماخوذ ہے پتھروں میں غور کرو کوئی ناقص کوئی کامل عناصر دیکھو کوئی اعلےٰ درجہ کا ہے اور کوئی ادنےٰ درجہ کا پھر بعض عناصر مصفیٰ اور بعض خطرناک زہروں میں مبتلا۔ پھر نباتات پر نظر کرو بعض کیسے مفید اور بعض کیسے مضر اور خبیث ایسے جانوروں میں غور کرو اُن میں کس قدر فرق ہیں۔

انسان کے درمیان فرق بھی ان فروق پر مبنی ہے۔ ہاں تکالیف کے بارہ میں گفتگو پیش آجاتی ہے۔ مگر ہم صاف دیکھتے ہیں۔ کہ اگر ایک شخص لڑکے کا ہاتھ کاٹ ڈالے۔ یا کسی لڑکے کو مار ڈالے۔ تو لڑکا عیب دار ہوگا۔ یا مر جاوے گا۔ مگر لڑکے کا گناہ نہیں۔ اس لئے قدرت اس لڑکے کو بدلہ دیگی۔ اور اس دکھ دینے والے کو سزا دیگی۔ ایسے ہی جس نے اپنی غذاؤں یا امراض کا حصہ کسی لڑکے کو دیتے۔ اوس کے بدلہ میں لڑکے کو عمدہ بدلہ دیا جاویگا۔ اور باعث تکالیف کو سزا ملیگی۔ ہاں اگر اس کے اور اسباب تلافی کر دیں تو یہ امر دوسری طرف قانون قدرت کا نظارہ ہوگا۔

صرف تفرقہ کے باعث تناسخ کا قائل ہونا سخت غلطی ہے کیونکہ خود تناسخ والے بھی مانتے ہیں۔ کہ ایک خدا ابدی حکمران ہے اور ارواح ہمیشہ سے اوس کے ماتحت ہیں۔ اور ذرات دونوں (خدا اور ارواح) کے ماتحت ہیں۔ یہ فرق جو تینوں میں ہے اس فرق سے بہت زیادہ ہے جو غریب اور امیر میں ہے۔ یا بیمار اور تندرست میں کیونکہ غریبی اور بیماری کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔ اور ان تینوں اشیاء میں تبادلہ بھی محال ہے۔

تناسخ والے انصاف سے غور کریں۔ کہ کیونکر اور کس وجہ سے یہ تفرقہ ہوا۔ خدا تعالیٰ کیوں ابدی حکمران ہے۔ اور ارواح کیوں ہمیشہ محکوم ہیں اگر اعمال کے لحاظ سے ہیں۔ تو خدا اور ارواح میں بھی جنم ماننا پڑے گا۔ اور اگر اون میں جنم نہیں۔ تو ثابت ہوا۔ کہ بدون جنم کے اور اور اسباب بھی تفرقہ کا باعث ہیں۔ یہ بحث بہت طویل ہے۔ چاہتی ہے۔ اس پر کتاب لکھی جاوے۔ اس لئے خط میں اسی پر بس کرتا ہوں۔

نورالدین ۔ ۶ مئی ۱۸۹۸ء

میموریل

بقیہ قابل قدر میموریل

سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار نمبر ۱۰ و ۱۱

پہلے اسلام نے دیکھی ہے جو اس صدی سے پہلے عیسائی مذہب کا طریق نہ تھا کہ اسلام پر گندے اور ناپاک حملے کرے بلکہ اکثر ان کی تحریریں اور تالیفیں اپنے مذہب تک ہی محدود تھیں۔ قریباً تیرہویں صدی ہجری سے اسلام کی نسبت بدگوئی کا دروازہ کھلا جس کے اول بانی ہمارے ملک میں پادری فنڈل صاحب تھے بہر حال اس پیشگوئی میں مسلمانوں کو یہ حکم تھا جب تم دل آزار کلمات سے دکھ دیئے جاؤ اور گالیاں سنو تو اس وقت صبر کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ سو قرآنی پیشگوئی کے مطابق ضرور تھا کہ ایسا زمانہ بھی آتا کہ ایک مقدس رسول کو جس کی امت سے ایک حصہ کثیر دنیا کا پر ہے عیسائی قوم جیسے لوگ جن کا تہذیب کا دعوےٰ تھا گالیاں دیتے اور اس بزرگ نبی کا نام نعوذ باللہ زانی اور ڈاکو اور چور رکھتے اور دنیا کے سب بدتروں سے بدتر ٹھہرا لیتے۔ بیشک ان لوگوں کے لئے بڑے رنج کی بات ہے۔ جو اس پاک رسول کی راہ میں فدا ہیں اور ایک دانشمند عیسائی بھی احساس کر سکتا ہے۔ کہ جب مثلاً ایسی کتاب امہات المومنین میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ زناکار کے نام سے پکارا گیا اور گندے سے گندے تحقیر کے الفاظ آنجناب کے حق میں استعمال کئے گئے۔ اور پھر عمداً ہزار کاپی اس کتاب کی محض دلوں کے دکھانے کے لئے عام اور خاص مسلمانوں کو پہنچائی گئی اس سے کس قدر زخم عام مسلمانوں کو پہنچے ہونگے اور کیا کچھ انکے دلوں کی حالت ہوئی ہوگی۔ اگرچہ بدگوئی میں یہ کچھ پہلی ہی تحریر نہیں ہے بلکہ ایسی تحریروں کی پادری صاحبوں کی طرف سے کروڑہا تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ مگر یہ طریق دل دکھانے کا ایک نیا طریق ہے کہ خواہ نخواہ غافل اور بے خبر لوگوں کے گھروں میں یہ کتابیں پہنچائی گئیں اور اسی وجہ سے اس کتاب پر بہت شور بھی اٹھا ہے باوجود اس بات کے کہ پادری عماد الدین اور پادری ٹھاکر داس کی کتابیں اور نور افشاں کی پچیس سال کی مسلسل تحریریں بھی ہیں اس سے کچھ کم نہیں ہیں۔

یہ تو سب کچھ ہوا مگر ہمیں تو آیۂ موصوفہ بالا میں یہ تاکیدی حکم ہے کہ جب ہم ایسی بدزبانی کے کلمات سنیں جس سے ہماری دلوں کو دکھ پہنچے تو ہم صبر کریں اور کچھ شک نہیں کہ جلد تر حکام کو اس طرف متوجہ کرنا یہ بھی ایک بے صبری کی قسم ہے۔ اسلئے عقلمند اور دور اندیش مسلمان ہرگز اس طریق کو پسند نہیں کرتے کہ گورنمنٹ عالیہ تک اس بات کو پہنچایا جائے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے قرآن میں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ دین اسلام میں اکراہ اور جبر نہیں جیسا کہ وہ فرماتا ہے **لا اکراہ فی الدین** ۔ اور جیسا کہ فرماتا ہے **افانت تکرہ الناس**۔ لیکن اس قسم کے حیلے اکراہ اور جبر میں داخل ہیں جس سے اسلام جیسا پاک اور معقول مذہب بدنام ہوتا ہے۔

غرض اس بارہ میں میں اور میری جماعت اور تمام اہل علم اور صاحب تدبر مسلمانوں میں سے اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ کتاب امہات المومنین کی لغوگوئی کی یہ سزا نہیں ہے کہ ہم اپنی گورنمنٹ محسنہ کو دست اندازی کے لئے توجہ دلا دیں گو خود دانا گورنمنٹ اپنے قوانین کے لحاظ سے جو چاہے کرے مگر ہمارا صرف یہ فرض ہونا چاہیے کہ ہم ایسے اعتراضات کا کہ جو درحقیقت نہایت نادانی یا دھوکہ دہی کی غرض سے کئے گئے ہیں خوبی اور شائستگی کیساتھ جواب دیں اور پبلک کو اپنی حجت اور اخلاق کی روشنی دکھلائیں۔ اسی غرض کی بنا پر یہ میموریل روانہ کیا گیا ہے۔ اور تمام جماعت ہماری معزز مسلمانوں کی اسی پر متفق ہے۔ ۴ ماہ مئی ۱۸۹۸ء

الراقم خاکسار میرزا **غلام احمد** از قادیان ضلع گورداسپور

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر سوم

پچھلے دو نمبروں میں ہم مفلحون تک بحث کر آئے ہیں۔ اب قرآن اون لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔ جو مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ وہ دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک کافر اور دوسرے منافق۔

اوّل الذکر لوگ چونکہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر یعنے اون کی قدر نہیں کرتے۔ اس لئے وہ اون سے متمتع ہونے کی توفیق نہیں پا سکتے۔ عام طور پر قدرت کا لاتبدیل اور لاتحویل قانون یہی ہے۔ کہ جب انسان کسی طاقت سے کام لینا چھوڑ دے۔ تو وہ طاقت بتدریج کمزور یا بالکل زائل ہو جاتی ہے اور بالمقابل جس طاقت سے ٹھیک وہی کام لیں۔ جس کے لئے وہ وضع ہوئی ہے۔ تو وہ بتدریج بڑھتی جاتی ہے۔ شکر نعمت پر ازدیاد نعمت کی فلاسفی یہی ہے۔ مثلاً دیکھو ایک نادان ہندو فقیر خلاف قدرت اپنا ہاتھ جو کاروبار کرانے کے لئے بنایا گیا تھا۔ بے حرکت چھوڑ دیتا ہے۔ اب کبھی ممکن نہیں وہ قدرت کے قانون کے اثر سے بچ رہے۔ اور ہاتھ خشک نہ ہو۔ ہم نے تھوڑا عرصہ ہوا اخبارات میں پڑھا تھا۔ کہ ایک لیڈی نے بلاد یورپ میں عہد کر لیا۔ کہ جب تک شادی نہ کرے گی۔ گفتگو نہ کرے گی۔ چالیس سال کے بعد زبان بالکل بند ہو گئی۔ الغرض اس آیت **ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لایومنون**۔ الآیہ۔ پر غور کرو۔ کہ وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر و قدر نہیں کرتے اور کسی نعمت کا شکر یہی ہے۔ کہ اوس چیز سے وہی کام لیا جاوے۔ جس مطلب کیلئے وہ وضع ہوئی ہے وہ لوگ اس نعمت سے نفع نہیں اٹھا سکتے۔ جسکی قدر نہیں کی مثلاً رسول کریم دنیا میں ہی نافرمانوں کی انذار کیلئے تشریف لائے ہیں جس شخص نے ازرہ ناعاقبت اندیشی اس سرور کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انذار اور عدم انذار کو برابر سمجھا۔ تو ایسے شخص کے لئے اس ناشکری کا یہ نتیجہ مرتب ہونا تو ضروری ہے۔ کہ اوس کے ایمانی قویٰ آہستہ آہستہ سلب ہو جاویں۔ پھر یہ طاقت ایمانی کیونکر نشوونما پا سکیگی۔ ایمان کے اعلیٰ مراتب تو درکنار ایسے لوگ ایمانی دولت سے ہی محروم ہوں گے۔ پس **سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم** جملہ معترضہ بطور علت موجبہ کے آیا ہے۔ یعنے جب تیری دعوت انعام اللہ میں سے افضل ترین نعمت ہے۔ اون لوگوں نے قدر نہ کی۔ اور تیرے انذار اور عدم انذار کو مساوی قرار دیا۔ پھر اوس کا لازمی نتیجہ تو یہ ہونا ہی تھا۔ کہ اون کی ایمانی طاقت سلب ہو۔ اور روحانی اور ذہنی قویٰ بیکار ہو جاویں۔ اس لئے **ان الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لایومنون** کا ترجمہ یہ ہے لاریب جو منکر ہوئے۔ اس لئے کہ تیرے ڈرانے اور نہ ڈرانے کا وجود و عدم برابر سمجھا اس لئے وہ با ایمان نہیں ہو سکتے۔ اور ایمان نہ لاویں گے۔ پس اس میں کسی کا کیا قصور۔ نادانوں نے خود اپنی کرتوت اپنے فعل اور ہاتھ سے ایمان سے محرومی حاصل کی۔ پس **ختم اللہ علےٰ قلوبہم و علےٰ سمعہم و علیٰ ابصارہم غشاوۃ ز ولہم عذاب عظیم ط** کے معنے بھی صاف ہو گئے۔ کیونکہ کسی پر مہر لگنا کے یہی معنے ہیں۔ کہ اوس کو قطعی کر دیا۔ اور یہ اون کے کفر کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ جب اونہوں نے **قلب** کی ایک طاقت کو بیکار چھوڑا۔ تو اب اوس کا اثر بیرونی قویٰ سمع اور بصر پر بھی پڑا۔ اب وہ کان رکھتے ہیں۔ پر سنتے نہیں آنکھیں ہیں۔ مگر دیکھتے نہیں۔ **ختم اللہ علیٰ قلوبہم** پر اکثر لوگ اعتراض کر دیتے ہیں۔ یہ اون کی غلطی ہے۔ وہ قانون قدرت پر نظر کریں۔ اور **ان الذین کفروا** کو جو علت موجبہ **ختم اللہ علےٰ قلوبہم** کا ہے خوب سوچیں۔ پھر کوئی اشکال باقی نہیں رہ جاتا۔

سورۃ البقر رکوع دوئم

اب منافقوں کا حال بیان ہوتا ہے۔

یخادعون کے معنے **بیزکون** کے ہیں پس معنے یہ ہوئے۔ کہ منافق چھوڑتے ہیں اللہ کو قاموس میں **خادعہ** کے معنے **بیزکہ** لکھے ہوئے موجود ہیں۔ قرآن کریم کے معانی کے لئے لغت قرآن ہی کو مقدم رکھنا چاہیئے۔ قرآن میں کوئی لفظ اشکال طلب ایسا کوئی نہیں آیا جسکی تشریح اور توضیح دوسرے مقام پر نہ ہوئی ہو۔

یخادعون کے معنے **بیزکون** قرآن کریم کے دوسرے مقام پر پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ منافقوں کے لئے الگ فرمایا ہے۔ **نسوا اللہ** کے معنے میں ترک چھوڑا ہے اُنہوں نے اللہ کو۔ اللہ تعالےٰ سے دھوکہ فریب اور دغا کی مذموم صفات کو منسوب کرنا دانشمند اور خدا ترس انسان کا کام نہیں ہے۔

یخادعون کے معنے **یمسکون** بھی لغت اور قرآن کریم کے دوسرے مقامات سے ثابت ہیں قرآن کریم میں ان معنوں کی تصدیق میں فرمایا ہے۔ کہ منافق کہتے ہیں۔ **لا تنفقوا علےٰ من عند رسول اللہ حتےٰ ینفضوا** ہیں و **ما یخادعون** کے معنے ہوئے اور بخل نہیں کرتے۔

ما یشعرون کے معنے ہیں۔ ادنےٰ فہم ہی نہیں رکھتے۔ علم نہیں رکھتے۔ خیال نہیں کرتے

فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا

کے معنے کی تشریح کی مزید ضرورت اوس اصول کے بیان کرنے کے بعد کہ جب انسان کسی طاقت کو بیکار چھوڑ دے وہ زائل ہو جاتی ہے نہیں معلوم ہوتی۔ خصوصاً **بما کانوا یکذبون** پر غور کرنے کے بعد پس اب اس آیہ کا صرف ترجمہ کافی ہوگا۔ اور وہ یہ ہے ان کے (منافقوں کے) دلوں میں کمزوری کا مرض ہے۔ نہ مسائل اسلام میں قوت فیصلہ اور نہ اہل اسلام سے تاب مقابلہ۔ پس وہ یاد رکھیں۔ کہ یہ مرض تو آخر اللہ تعالیٰ بڑھائے گا۔ کہ مسائل روز بروز بڑھیں گے اور جماعت اسلام ترقی کرے گی۔ اگر ان چند مسائل پر ان کو مشکلات ہیں۔ تو اب مسائل اور بڑھیں گے۔ اگر جماعت قلیل اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور ان سے ڈرتے ہیں۔ تو یہ جماعت روز افزوں ترقی کرے گی۔ **تکذیب الرسل** ایک ایسا مکریہ اور عذاب الٰہی کو کھینچ لانے والی حرکت ہے۔ کہ سب

امراض روحانی اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور شقاوت کی تاریک راہوں کی اسی ایک فعل سے بدبخت انسان چلا جاتا ہے۔

عہد الست یا عہد میثاق

الحکم کے کسی گذشتہ نمبر میں پٹنہ کے ایک ماہواری رسالہ "اصلاح" نامی سے ہم نے ایک مضمون "عہد میثاق اور علوم جدیدہ" کے عنوان سے درج کیا تھا۔ جس کو مولوی غلام حسین کنتوری مترجم قانون شیخ نے لکھا تھا۔ اس مسئلہ عہد الست پر جس طریق سے مولانا موصوف نے روشنی ڈالی ہے۔ وہ بجائے خود اس کو زیادہ تاریک بنانے والی ہے۔ اوسوقت کوئی ریمارک ہمنے مضمون مذکور کی نسبت نہیں کیا تھا۔ لیکن بعد میں ہمارے مخدوم مولانا مولوی نور الدین صاحب بھیروی نے اوس تحریر پر ریمارک کرنے کے لئے ایما فرمایا۔ لہذا ضروری معلوم ہوا۔ کہ اوس عام غلطی کو جو عہد الست یا عہد میثاق کے متعلق عام طور پر پھیلی ہوئی ہے۔ اور جسکی وجہ سے مخالفین و معترضین کو انگشت رکھنے کا موقع ملا ہے۔ دور کرنے کی کوشش کی جاوے۔ اس لئے ہم "اصلاح" پٹنہ کے لائق ایڈیٹر سے بھی امید کرتے ہیں۔ کہ وہ اس تحریر پر نظر فرمائیں گے اور اپنے رسالہ میں اس کو درج کر کے اس کی توضیح اور تنقیح کی طرف متوجہ ہونگے۔ اور کرینگے۔

عہد میثاق۔ یا عہد الست قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت سے لیا گیا ہے۔ جو سورۂ اعراف کے بائیسویں رکوع میں یوں درج ہے۔ **واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علیٰ انفسھم الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا** الخ سیپارہ نہم۔ سورہ اعراف رکوع ۲۲۔

اس آیت کے ترجمہ میں الفاظ اور لغت عرب اور محاورات کو مدنظر نہ رکھنے کیوجہ سے ایک خرابی پیدا ہوئی ہے۔ جو ان سارے اعتراضات کی موجب ہو رہی ہے۔ اس لئے ضروری وہ مقدم امر اس کے ترجمہ ہی کی صحت ہے۔

عام طور پر یہہ ترجمہ کیا جاتا ہے۔ کہ جب کہ تیرے رب نے بنی آدم کی پشت سے اون کی اولاد کو باہر نکالا۔ اور اونکو ہی اون پر گواہ کر کے کہا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ اونہوں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہیں۔ مگر محاورات عرب پر غور کرنے سے پتا لگتا ہے۔ کہ وہ ظھور کا لفظ عموماً زائد بولتے ہیں۔ چنانچہ قاموس میں **بین اظھرھم** اے وسطھم لکھا ہے۔ اظھر کا لفظ زائد ہے۔ اور بین کے معنے وسط لکھے ہیں۔ اور اس فقرے کے معنے اون میں یا اون کے بیچ میں۔ اور یہ محاورہ ہمارے سید و مقتدا حضرت سید الاصفیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے بھی نکلا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ **کنت بین اظھرنا** (مشکوٰۃ باب الایمان) یعنے آپ ہم میں تھے محاورات عرب میں بولتے ہیں **ما فصحت وما خرجت من اظھرنا**۔ تو کیسا فصیح ہے اور تو تو ہم سے کہیں الگ نہیں نکلا۔ ان محاورات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب **ظھر** یا **ظھور** کا لفظ عموماً زاید بولتے ہیں قرآن کریم چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے اس لئے وہ محاورات عرب سے باہر نہیں۔

دوسرا لفظ قابل غور اس آیت میں **بنی آدم** ہے حالانکہ آیت میں صراحتاً آدم کے ساتھ **بنی** کا لفظ موجود ہے مگر عام طور پر بنی آدم سے مراد ابو البشر لے لیا جاتا ہے جو بڑی بھاری غلطی ہے۔ لہذا یہ خیال کہ کسی خاص دن یا خاص وقت پشت آدم سے تمام پیدا ہونے والی مخلوق کو خارج کر کے جیسا کہ اکثر مفسرین بیان کرتے ہیں اُن سے اپنی الوہیت اور ربوبیت کا اقرار لیا۔ قرآن کریم کے لفظ سے ثابت نہیں ہوتا پس **عہد میثاق یا عہد الست** فی الخارج کوئی چیز نہیں۔ مفسرین میں سے جو لوگ اس طرف گئے ہیں۔ کہ نفس الامر میں آدم کی پشت سے اس کی ذریت کو نکالا اور اقرار لیا اور اپنی تائید میں بعض احادیث پیش کرتے ہیں ہم کوئی وجہ نہیں دیکھتے کہ اُن کے اقوال کو یا ایسی احادیث کو قابل تسلیم قرار دیں جب کہ وہ قرآن کریم کے صریح الفاظ کے مناقض ہیں اور اس لیے قرآن کریم پر ان کو ترجیح کبھی اور کسی حال میں نہیں ہو سکتی۔ تفسیر کبیر میں معقول پسند اور اصحاب النظر لوگوں کی رائے اس مسئلہ میں یہ لکھی ہے کہ خدا تعالےٰ نے بنی آدم کے ظہور یعنے پشتوں سے اون کی ذریت یوں نکالی ہے۔ کہ وہ نطفہ پشت اباء میں تھے۔ وہاں سے رحم مادر میں آیا۔ جہاں وہ مراحل ستہ طے کر کے کامل الخلقت بن کر پیدا ہوا اور پھر اوسے حواس خمسہ یا وسیع معنوں میں حواس عشرہ دئے گئے۔ جنکی بدولت وہ الوہیت و ربوبیت خدا پر دلائل قائم کرنے کے قابل ہو گیا۔ پس یہ دلائل بذات خود ایک عہد اور اسباب پر گواہ ہو گئے۔ اور اون کی حالی زبان نے اوس کی الوہیت کا اقرار کیا۔ ان لوگوں نے اپنے مطالب کو قرآن کریم کی اس آیت کے الفاظ ہی سے مستنبط کیا ہے۔ اور حالی زبان کے متعلق قرآن کریم اور اقوال عرب سے شواہد لے کر اوس اور بھی موکد کر دیا ہے۔

بہر حال جیسا کہ ہم نے ابتداءً لکھا ہے۔ کہ بڑی بھاری غلطی ظہور جو ایک زائد لفظ ہے کے ترجمہ کرنے میں واقع ہوئی ہے۔ اور ساری دقتیں اسی وجہ سے پیش آئی ہیں۔

اب ترجمہ اس آیت کا یہ ہوا۔ کہ جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے اون کے ہی درمیان سے اون کی اولاد لی۔ اور خود اونہیں ہی اون پر گواہ ٹھہرایا۔ گویا اون کی فطرت اور حالت کو ہی اس امر کا شاہد قرار دیا۔ کہ کیا اون کی بناوٹ اور ساخت کسی پیدا کرنے والے کی دلیل نہیں۔ تو بے اختیار اونہوں نے کہا کہ بے شک ہم گواہ ہوئے۔

یعنے انسان کا وجود جو ایسے انتہا نادرات اور عجائبات کا مجموعہ ہے۔ بجائے خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کی ایک دلیل قوی ہے۔ اور **اشھدھم علیٰ انفسھم** کے معنے یہی ہیں۔ کہ خود انسانی فطرت اور انسانی وجود خدا تعالےٰ کی ہستی کا شاہد ہے۔ اور **قالوا بلیٰ** سے صاف ثابت ہے۔ کہ انسان فطرتاً اوس پاک ہستی کی تصدیق کرتا ہے۔ اب عہد میثاق کی جو حقیقت ہے۔ وہ اس سے زیادہ نہیں۔ جس پر کسی قسم کا اعتراض نہ تو آج کل کے فلسفی لوگ کر سکتے ہیں۔ اور نہ کوئی اور۔

ہمارے مخدوم مولوی نور الدین صاحب بھیروی نے جو قرآن کریم کے حقائق اور معارف سے بفضل خدا قابل رشک بہرہ رکھتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں یہ

فرمایا ہے۔ جو فصل الخطاب میں درج ہے۔ کہ عادل۔ رحیم۔ قدوس خدا نے تمام بنی آدم میں اون کی بدو فطرت میں ایک قوت ایمانیہ اور نور فراست ودیعت رکھا ہے۔ جو ہمیشہ وجود الٰہی اور اوسکی ربوبیت کا اقرار یاد دلاتا رہتا ہے۔ یا قلاً یوں کہو کہ اگر مثلاً کسی عارضہ کے باعث غافل بھی ہو جاوے تو بھی چونکہ اصل فطرت میں وہ قوت مجبول کی گئی ہے۔ کسی بیرونی محرک کے سبب سے حرکت میں آجاتی ہے۔ ہاں اگر کسی ذی ایمان کے اندر کسی باعث سے وہ قوت بالکل مر گئی ہو۔ اور وہ کم بخت اتھاہ کنوئیں میں جا پڑا ہو۔ اور شیطان کا فرزند بن کر آسمانی دفتر سے اوسنے اپنا نام کٹوالیا ہو۔ تو یہ اوس کا اپنا قصور ہے۔ عادل خدا کی ذات اس سے منزہ ہے۔

اب اوسی فطرت کے اقرار کو اوسی ربوبیت الٰہی کے جبلی معترف فطرت کو الہامی زبان ربانی کلام اس طرز عبارت میں بیان فرماتا ہے۔ اوراس دقیق فطرت کے راز کو اسطرح پر انسان کو سمجھاتا ہے۔ کہ انسان بدو فطرت میں میری ربوبیت کا اقرار کر چکا ہے۔ یعنی الوہیت ایزدی کا اعتراف انسان کا امر جبلی اور فطری ہے۔ اور اوس کی ترکیب و ہیئت ہی اس امر پر شاہد عادل کافی ہے۔

اصلاح خیالات
کے
لیے وقت مطلوب ہے

سنت اللہ پر نظر کرنے کے بعد پتہ لگتا ہے۔ کہ انسانوں کی اصلاح حال و تہذیب نفس کے لئے اللہ کریم نے برگزیدہ لوگوں کو وقتاً فوقتاً فہیم کے خطاب سے مخاطب فرما کر دنیا میں بھیجا ہے۔ ایسے ریفارمر ہمیشہ ہمیشہ اپنے وقت پر آکر لوگوں کے ناقص خیالات میں تغیر و تبدل کرنے کی زبردست تحریکیں کرتے رہے ہیں۔

لاریب اون کی مساعی موثر اون کے تجربے وسیع اور اون کے جذبے کارگر تھے۔ لیکن اون کی بیوگرافی (سوانح عمری) پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ آسانی اور سہولت کے ساتھ بنی نوع انسان کے خیالات پر اپنا قابو نہیں پا سکے۔ اون پر سہارہ دہی کا جرم قائم کیا گیا۔ قوم اور ملک کی طرف سے آفات و مصائب پہونچانے میں کوتاہی نہ ہوئی۔ مگر وہ اپنے ارادے کے پکے اور عزم کے سچے اون تمام آلام اور مصائب میں بھی اپنے مقام سے نہ ہٹے۔ اور قوم کی بدگوئی پر منہ موڑ کر ایسا نہیں کیا۔ کہ بالکل الگ تھلگ ہو گئے ہوں۔ نہیں بلکہ جو حادثہ اون پر گذرا۔ اونہوں نے اوس کو بھی خیالات قوم کی تبدیلی اور اصلاح کا باعث سمجھا۔ اللہ اللہ کس قدر عزم اور استقلال ہے۔ مگر یہ ارادہ یہ ذہن کسی ایسے انسان کے بدوں دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ جس کے دل سے جسمانی حجاب اور ظلمانی پردے اٹھ جاتے ہیں۔ اور اون کی بجائے نور اور روشنی بھر دیجاتی ہے۔ آسمان کے دروازے اوس کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ اور عالم ملکوت کے اسرار سے اوسے بہرہ وافر ملتا ہے۔ اور الٰہی ہستی اوس کو اپنے خاص سایہ میں لیتی ہے۔ تب یہ استقلال اور عزم اس کو ملتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایسے ریفارمر اور مصلح اون مصائب اور تکالیف کو جو قوم کی طرف سے اونہیں پہونچتی ہیں۔ نہایت لذت اور سرور کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ بہت سے ریفارمر جہاں سے گذر گئے۔ مگر اصلاح خیالات کا دروازہ کھول گئے۔ اگرچہ اوس زمانہ کے وحشی اور قسی القلب لوگوں کو معلوم نہوا۔ مگر آنے والی نسلوں کو اون کی موت ایک تاریک وحشت اور یہانتک جہالت سے روشنی میں لے آئی۔ اون کی قوم کو پتہ نہ لگا۔ مگر موءرخوں نے یہ سراغ نکال لیا۔ اور بزور الفاظ اور زبردست دلائل سے ثابت کیا۔ کہ وہ **قومی شہید** تھے جو صرف **اصلاح قوم** پر نثار ہو گئے۔

ایک بڑی روک جو اون کی راہ میں پیدا ہوتی ہے۔ اور درحقیقت اوسی کو دور کرنا اون کا مشن ہوتا ہے۔ وہ پرانے تقلیدی خیالات ہوتے ہیں۔ اون پرانے خیالات و معتقدات میں جو صرف رسمی اور تقلید کے طور پر اون کے دلوں میں جاگزیں ہوتے ہیں۔ انقلاب پیدا کرنا ایک امر عظیم و خطیر ہوتا ہے۔ تبدیل خیالات ہی انسان کو تاریکی یا روشنی میں لانے کا ذریعہ ہے۔ اور سچ پوچھو تو یہی ایک آلہ ہے۔ جس پر قومی شائستگی اور تہذیب یا وحشت و جہالت نکبت و شقاوت کا انحصار ہے۔ اور یہی ایک امر ریفارمروں کے پیش نظر ہوتا ہے۔ جس پر وہ زور دیتے رہتے ہیں۔ اور آج بھی دیا جا رہا ہے۔

ریفارمر کا تبلیغ پر حریص ہونا۔ اور اس امر پر زور دینا کہ ہماری طرف سے منادی کرو۔ ہمارے خیالات شائع کرو۔ اس کی غرض و غایت صرف یہ ہوتی ہے۔ کہ اصلاح خیالات ہو۔ اور نفس الامر میں یہی ایک مجرب نسخہ ہے۔ جو کامیابی کا پیارا پیارا مکھڑا دکھاتا ہے۔ یہ ایک مسلم امر ہے۔ کہ جب بار بار تحریک ہوگی۔ اور تحریر سے تقریر سے خیالات میں متواتر امنگ۔ جوش اور اوٹ پھیلایا کیا جاوے گا۔ تو ممکن نہیں۔ کہ طبائع اور نفوس اوس کے اثر سے متاثر نہ ہوں۔ کیونکہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اور جو کچھ روشنی یا تاریکی پھیل رہی ہے۔ وہ خیالات ہی کا نتیجہ ہے۔ یہی وجہ ہوتی ہے۔ کہ وہ بار ہا کی تکالیف سے کبھی بھی نہیں گھبراتے۔ اور ہراسان و ترساں ہو کر مایوس نہیں ہو جاتے۔ بلکہ جس طرح دریا پہاڑ کی سخت چٹانوں سے جا کر ٹکراتا اور اکثر مرتبہ اپنا سا منہ لے کر واپس ہوتا ہے۔ مگر تھمتا نہیں۔ بار بار ادھر ہی جاتا اور ٹکریں مارتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنا راستہ بنا ہی لیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح یہ **ریفارمر** دنیا اور اوس کی باتوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ کوئی اونہیں پاگل کہے۔ وہ سنتے ہیں۔ سڑی اور شاعر کہے پرواہ نہیں رکھتے۔ نفس پرست اور شہرت طلب اون کو کہا جاتا ہے۔ مگر وہ اپنی حالت سے ایسا استغنا ظاہر کرتے ہیں۔ گویا ان باتوں کے وہ مخاطب ہی نہیں۔ یہاں تک کہ اون کو مجبور القوم اور بسا اوقات ملک سے بھی نکلنا پڑتا ہے۔ مگر وہ اس پر بھی اپنے خیالات کی اشاعت سے باز نہیں رہ سکتے۔ یہ بھی ایک طریق اون لوگوں کی صداقت کی پڑتال کا ہے۔ کیونکہ جیسا ہم نے اس مضمون کے شروع میں کہا۔ ایسا عزم اور استقلال عام انسانی طاقت سے فوق اور بالاتر ہے۔

ریفارمر اپنے انتشار خیالات واشاعت مقالات میں بہت زور دیتا ہے۔ اور وہ طبائع انسانی پر قابو پانے کی یہی سبیل دیکھتا ہے۔ لیکن انسانی طبائع چونکہ مختلف ہیں۔ اس لئے بہت سے لوگ تو ایسے

ہوتے ہیں - کہ جو اپنی سعادت اور قوت ممیزہ سے بہت جلد خیالات کا مبادلہ کر لیتے ہیں - کیونکہ وہ ہر ایک تحریر ہو یا تقریر - ہر ایک کلام اور فقرے کو خوب غور سے سنتے اور دیکھتے ہیں - اور وہ اس بات کو دو اور دو چار کی طرح جانتے ہیں - کہ انسان زبان قلم یا قلم زبان سے جو بات نکلتی ہے - وہ ایک بے معنی اور بے سر و پا ہوا نہیں ہوتی - بلکہ اوس میں لبسا اوقات سحر کہو - یا افسون معجزہ کہو - یا کچھ اور غرض ایک ایسی طاقت اور قوت ہوتی ہے - جو بہ شرطیکہ سننے والے کی استعداد اور قابلیت ہو - کانوں کی راہ سے دل میں اتر جاتی ہے - اور اوس پر جا کر اپنا قابو پا لیتی ہے - ان معنوں کے لحاظ سے کسی نے کہا ہے -

سخن سحر است اگر گفتن بداند

اور دفعتہً خیالات میں تبدیلی پیدا کر دیتی ہے - مگر یہاں یہ امر بھی بحضور دل یاد رہنا چاہئے - کہ ایسا موثر کلام عام لوگوں کا نہیں ہو سکتا - بلکہ ایسا اعجازی اثر بھی اون لوگوں ہی کی زبان میں رکھا جاتا ہے جس کی مخالفت خدا کی ناراضی اور موافقت اللہ تعالے کی خوشنودی کا موجب ہوتی ہے - اور یہی وجہ ہے کہ پرانے دقیانوسی خیالات کے لوگ جن کو دوسرے لفظوں میں مخالف الرائے بھی کہتے ہیں - عام طور پر یہ کوشش کرتے اور تعلیم دیتے ہیں - کہ اوس کی باتوں کو نہ سنا جاوے - اور اوس کی تحریروں کو نہ پڑھا جاوے - کیونکہ وہ ناعاقبت اندیش بدباطن عاصہ اس امر کو خوب جانتے ہیں - کہ اون کے کلام میں وہ اعجازی اثر اوس زبردست طاقت نے رکھا ہوتا ہے جو دلوں پر حکومت کرتی ہے - پس یہ بھی ایک معیار ہے - جس سے بار ریفارمر کی صداقت کا کہ اوسکی تحریروں یا تقریروں کے سننے یا پڑھنے سے منع کیا جاتا ہے - اور اس میں دوسری طرف یہ اثر ہوتا ہے - کہ جہاں فرا خالی الذہن ہو کر پڑھا یا سنا - جھٹ اوس کا مقناطیسی اثر دل پر ہوا - ہاں سعادت اور رشد کی استعداد ہونی چاہئے - جیسے بارش آسمان سے آتی اور برکات اور فضل الٰہی کو ساتھ لاتی ہے - مگر شور زمینیں اوس کی فیض سے بالکل بے نصیب رہتی ہیں - اسی طرح سے **آسمانی ریفارمر اور روحانی مصلح** کی باتیں بھی اوسی بارش کے ہم رنگ ہیں -

سورج کی شعاعیں وہیں پڑ کر اپنا فیضان اور نور پہونچا سکتی ہیں - جہاں اون کی آمد کے لئے روزن اور جھروکے ہوں - اگر کوئی نادان اپنی کھڑکی بند کرے اور پھر چاہے کہ سورج کی روشنی اندر آوے - تو یہ تو ممکن ہی نہیں - پس ریفارمر کی برکتوں سے مستفیض ہونے کے لئے اول ضروری ہے - کہ سردل اور صبر اور استقلال سے اوس کی باتوں کو سن لیا جاوے - اور پھر غور کیا جاوے - اور ایک مستعد دل لے کر اون سے استفادہ کرنے کی جدوجہد کی جاوے - پھر اللہ کریم اپنے وعدہ کے موافق اوس پر اپنی راہیں کھول دیتا اور آسان کر دیتا ہے - اکثر دفعہ دیکھا گیا ہے - کہ کسی سپیکر یا لیکچرار یا کسی ریفارمر کے کلام نے آناً فاناً میں انسانوں کے قلوب کو ادھر سے اودھر کر دیا ہے - بزدلوں اور کاہلوں کو مرد اور چست و چالاک بنا دیا ہے - مغلوب لشکر کو غالب اور مضبوط اور آہنیں قلعوں کو فتح کر دیا ہے - اور بعض اوقات ایک نامرد اور پوچ آدمی کے اقوال نے فاتح قوم کو مفتوح اور غالب کو مغلوب بنا دیا ہے - تواریخ ایسے عبرت خیز واقعات کی شاہد عدل ہے -

بہت سے لوگ ایسے ہیں - جو پرانے دقیانوسی خیالات اور تقلیدی بندھنوں میں کچھ ایسے بے طرح اسیر ہوئے ہیں - کہ وہ ان خیالات سے نکل کر ایک ناصح مشفق کی باتوں کو بھی نہیں کہ سننا نہیں چاہتے - اور یہی نہیں - کہ وہ اون بیش بہا معارف اور حقائق سے بے پرواہ ہیں - بلکہ ایسے خیال اور یقین والوں کو اپنا ہر طرح سے دشمن سمجھتے ہیں یہ لوگ ہوتے ہیں - جو ملاء اعلی میں ملعون یا مردود کہلاتے ہیں - اور چونکہ وہ آسمانی لعنت کے نیچے آ کر خدا سے بہ کلی دور جا پڑتے ہیں - اس لئے اون پر حق و باطل کا انکشاف ہو نہیں سکتا - اور یہ وہی لوگ ہیں - جو ازلی محروم کہلاتے ہیں وہ سعادت مندی کی راہوں کی طرف ایک قدم بھی اٹھا نہیں سکتے -

ایسے لوگ عموماً وہ ہوتے ہیں - جن کی نسبت کسی حد تک یہ جائز ہے - کہ کہا جاوے کہ اون کے دل پر جو مہر عرصہ دراز سے لگ چکی ہے - اوس پر دوسری مہر نہیں لگ سکتی - اون کے لئے بہت بڑی زبردست **اصلاحی** قوت کی ضرورت ہوتی ہے - اون کا دل ایک بڑی بھاری چٹان کی مانند ہوتا ہے - جس کا آندھی اور سیلاب سے جنبش کھانا اگر محال نہ ہو - تو ممکن مشکل ضرور ہے - مگر سچے **ریفارمر** آسمانی تائیدات لے کر آنے والے **ریفارمر** ایسے لوگوں کی اصلاح سے بھی مایوس اور ناامید نہیں ہوتے - کیوں ؟ اون کی ایمانی اور توکل کی قوت اس قدر بڑھ جاتی ہے - کہ اللہ تعالے کے زبردست اور ہیبت ناک ہاتھ کے سامنے کوئی چیز ان ہونی اور **نہیں** نظر نہیں آتی - اگر کوئی ظاہر پرست ہمارے اس جملے پر اعتراض کرے کہ ہر ایک شخص خدا تعالے کو ایسا ہی ایک قادر مطلق خدا مانتا ہے - تو ہم اوس کے جواب میں صرف اتنا ہی کہیں گے - کہ صرف لفظی اور لسانی طور پر - ورنہ وہ ہمہ قدرت ہستی کو اگر ویسا ہی مانتا پھر اپنی ادنے ادنے احتیاجوں اور ضرورتوں پر غیر اللہ کی جھوٹی خوشامدیں اور بیجا منتیں کیوں کرتا - اور خدا تعالے پر طرح طرح بدظنیاں اپنی عملی حالت سے کیوں کر کے دکھلاتا پس درحقیقت یہ سچا درجہ یقین اور توکل کا ان لوگوں ہی کو ملتا ہے - جو اوس کے عرش کے سامنے اپنی روح کو سجدہ میں پھینک دیتے ہیں - پھر ان لوگوں کو ایک خاص سکینت اور تسکین ملتی ہے - اس لئے وہ سنگ دل سے سنگ دل انسان کی اصلاح اور راہ راست پر آنے سے کبھی مایوس نہیں ہوتے اور تحفظ کے لئے بھی تنگدل ہو کر نہیں بیٹھتے - انہوں نے ایسے موقعوں پر ریفارمر کی طاقت کو دو چند اور چہار چند بلکہ دہ چند کر دیا ہے اور بار بار کی طاقت اور مزاحمت اور نبرد آزمائی سے بھی اُس بھاری چٹان کو اصلی مرکز سے ہٹا دیا - یہی وہ مقام ہے جس کی طرف مسیح نے انجیل میں اشارہ کیا ہے کہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو پہاڑ کو اگر کہو گے تو اپنی جگہ سے ہٹ جائیگا - غرض ایسے سنگدل انسانوں کے خیالات کی اصلاح کے لئے مصلح اور ریفارمر کی ایمانی طاقت کی قوت جس قدر زبردست ہوگی اسی قدر زیادہ کامیابی کی امید ہے اور سچے ریفارمر کا یہ خاصہ ہوتا ہے - کہ جب وہ ایسے لوگوں کی اصلاح کی طرف آتا ہے جو اوسکی طرف آنے سے اور اوس کی باتوں تک سے نفور اور گریزاں ہوتے ہیں تو پھر وہ اپنی **اصلاح کی قوت** کو جیسا اوپر بیان کیا ہے زبردست کر دیتا ہے جیسے جب کسی انجن کے ساتھ زیادہ گاڑیاں ہوں یا کسی بہت بڑی بھاری شے

کی نقل مکانی مطلوب ہو تو اوس کی سسٹم زفوت و خانی بڑھا دی جاتی ہے۔ اسی طرح سے جیسے جیسے دل قابل اصلاح اوسے پیش آتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اوسی قدر اوس کی سسٹم آف ریفارمیشن کو تیز کرتا جاتا ہے۔ جہاں تک کہ وہ **کامیاب** اور **بامراد** ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر **بالغ خرد** ناظرین اور غور کرنے والی طبیعتیں **راستبازوں** اور ماموران من اللہ کی تبلیغ کا **جوش** دیکھ کر بھی اون کی **صداقت** اور اون کے مشن کی عظمت کو پا سکتے ہیں۔ کیونکہ جس قدر زور اور ہمت وہ اپنے مشن کی تبلیغ میں صرف کرے گا۔ اوسی قدر اوس کی صداقت کا راز کھلتا جائے گا۔ عالم مفتری کبھی اور کسی حال میں اپنی تبلیغ میں مستقل مزاج اور اپنے ارادہ میں پکا نہیں ہو سکتا۔ پس جب تم دیکھو۔ کہ کوئی **مرد خدا** ایک زبردست اور پرزور انجن کی طرح اپنے مشن کی تبلیغ میں چلا جاتا ہے۔ تو اوس کی تکذیب اور انکار سے ہاتھ اٹھا لو۔ ورنہ پھر اندیشہ ہی ہے۔ کہ جیسے ایک تیز دوڑتے ہوئے انجن سے نادان بیل ٹکر مار کر مقابلہ کرنا چاہتا ہے اور آخر ہلاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے اوس **فانی مرد** کا مقابلہ ہلاک کر دے گا۔ کیونکہ جوش اور حمیت اوس کو بجز اللہ تعالےٰ کے ہاتھ کے سہارے اور ٹیک کے نہیں مل سکتی۔

یہ امر بھی خوب یاد رہے۔ کہ جس تحریر یا تقریر سے لوگ متاثر نہیں ہوتے۔ تو یہ یا تو متکلم یا مقرر کا قصور ہے۔ اور اوسے وہ سچا جوش عطا نہیں ہوتا۔ اور یا اوسے دلوں تک پہونچا دینے کا کافی ذریعہ حاصل نہیں ہوا۔ مگر آخر الذکر صورت کم ہوتی ہے۔ جب خدا کسی **مصلح** کو بھیجتا ہے۔ تو اوس کے لئے وہ سب سامان مہیا کر دیتا ہے۔ جو اوس کی **آواز** کو پہونچانے اور موثر بنانے کے لئے اوسے ضروری ہوتے ہیں۔ ہم اس امر کا بیان کر دینا بھی اس موقع پر ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ سچے ریفارمروں کے لئے یہ کبھی نہیں ہوتا۔ کہ اون کو ایسے سامان ملیں جو ہر حال اور ہر میدان میں اون کی تضحیک کا موجب ہوں۔ بلکہ یہ خدا تعالےٰ کا خاص وعدہ ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا میں الٰہی نصرتوں کو ہر آن اور ہر لحظہ میں اپنے ساتھ مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ ایک اور معیار ہے۔ **ناصح مشفق** اور **حقیقی** **راستباز** اور **منبع اصلاح** کی صداقت کا۔ یعنے اوس کو ایسے اسباب ملتے ہیں۔ جو ہر حالت میں اوس کے لئے مفید اور اوس کے مخالفوں کے لئے زہر قاتل ہوتے ہیں۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

قادیان میں بدمعاشوں کا حوصلہ اور ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ کی قابل تعریف کوشش

ہم نے آج تک بہت کم ایسی باتوں پر ایکشن لیا ہے۔ جو عام معاملات سے متعلق ہیں۔ لیکن اون معاملات پر جو امن عامہ اور عام بنی نوع انسان کی ہمدردی کے متعلق ہوں۔ ضروری امور سے پہلو تہی کرنا ایک اخبار نویس کا فرض منصبی اجازت نہیں دیتا۔ ہم کو اس امر کے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ کہ مقامی حکام کو ہماری رائے نے کہاں تک مدد دی ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں پر یہ امر خوب روشن ہے۔ کہ امرتسر کی اخباری دنیا میں جس قلم نے مقامی حکام کو مفید مشورتیں اور ہر وقت امداد دی ہے۔ وہ وہی قلم ہے۔ جو آج **الحکم** کی روح رواں ہے۔ بلکہ اوسکو فخر حاصل ہے۔ کہ امرتسر کے مقامی حکام نے اوس کی خدمات سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لئے اوس کو ایک وقت خاص پر بطور **سپیشل پولیس آفیسر** مقرر کیا۔ اور اوس کی خدمات بہ حیثیت سپیشل پولیس آفیسر سے خوش ہو کر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر ضلع امرتسر نے خوشنودی مزاج کا پروانہ بھی عطا فرمایا۔ اس لئے ہم یہ کہنے کا فخر رکھتے ہیں۔ کہ ہماری رائے اس معاملہ میں کچھ کم اثر انداز نہ ہوگی۔

چند روز سے قادیان میں رات کو بدمعاشوں کی خطرناک جراتوں نے اہالیان قادیان کو سخت تشویش اور فکر میں ڈال رکھا ہے۔ یہ بدمعاش ابھی تک ہم نہیں کہہ سکتے کہ خاص قادیاں کے باشندے ہیں یا بیرونجات سے آتے ہیں رات کو لاٹھیوں اور گنڈاسوں وغیرہ سے مسلح ہو کر آتے ہیں اور موقع کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ دو تین دن تک تو متواتر حاکم علی نام کنسٹبل متعینہ قادیاں کی سرتوڑ کوشش سے اہل شہر کسی قسم کے مالی یا جانی نقصان سے محفوظ رہے مگر اس نامراد گروہ کی ضدیت اور غصہ و غضب کی آگ بھڑک اٹھی چنانچہ ۱۲ مئی ۱۹۱۵ء کی شب کو یہ مسلح گروہ پھر آیا اور متعدد مقامات پر کلوخ اندازی کرتا رہا اور ایک عورت اور ایک ہندو پر لاٹھیاں پڑیں آخر اُسکا مقابلہ چوکیداران دیر سے مع کنسٹبل مذکور بھی ہو گیا۔ یہ لوگ لاٹھیوں اور گنڈاسوں سے مسلح تھے اس لئے کمزور جماعت چوکیداران کی جس کی تعداد چھ سات تھی ان کے مقابلہ کی تاب نہ لائے لہذا علی الصباح محمد بخش صاحب ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ (جو ایک مضبوط جفاکش محنتی آدمی ہے) کو اطلاع دی گئی جو فی الفور ایک معقول انتظام کے ساتھ تشریف لائے۔ چنانچہ اونہوں نے رات کو آتے ہی مختلف مقامات پر متعدد آدمیوں کا پہرہ ایسے ڈھب سے لگایا جس سے اون کی انتظامی قابلیت اور لیاقت کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ اور آپ بہ نفس نفیس چوکیداروں کے ہمراہ تمام رات گشت کرتے رہے۔ چنانچہ ایڈیٹر الحکم بھی اس مجمع کے ساتھ رات بھر گشت کرتا رہا۔

یہ امر دیکھ کر ہم بٹالہ پولیس سٹیشن کے متعلقہ دیہات کو مبارکباد دے سکتے ہیں۔ کہ اون کو ایک **محنتی** اور **جفاکش** اور اسپر **خلیق** پولیس افسر ملا ہے۔ یہ امر بھی کچھ کم باعث خوش نصیبی نہیں۔ کہ اون کا ماتحت شیخ محمد شریف سارجنٹ بھی تندہی اور جفاکشی میں اپنے قابل افسر کے نقش قدم پر چلتا ہے۔ جس سے امید کی جاتی ہے۔ کہ یہ ہونہار نوجوان بہت جلد ترقی کے مدارج طے کرے گا۔ بہر حال ہم کو اس وقت کسی کی تعریف یا تذمیم سے کام نہیں۔ ہم کو یہ امر دکھانا ہے۔ کہ بدمعاشوں کی یہ جرأت اور حوصلہ بہت ہی خطرناک ہے۔ گو ڈپٹی انسپکٹر صاحب نے معقول انتظام فرمایا ہے۔ چنانچہ اسی انتظام کی وجہ سے ۲۲۔ کی رات کو بالکل امن رہا۔ لیکن ہمارے خیال میں اس امر کی بڑی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔